ارباب اقتدار میں تنفیذ شریعت
حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیمات کی روشنی میں

Implementation of Shariat in Ruling Class: An Analysis of Teachings of Mujadid Alf Sani

ڈاکٹر عدنان ملک**
ڈاکٹر ذوالفقار علی قریشی**

Abstract

Mujaddid Alf Sani, during the Muslim era in the sub-continent, left no stone unturned in his endeavor for the preservation and spread of Shariah. He made it the sole aim of his life and hence devoted it completely towards that end. For which he focused his attention particularly on three of the most influential classes of the society- the religious scholars, Ruling class and Aristocrats. Addressing them in his exhortations, he struggled to make them true followers of Shariah so that they may affect their own sphere of influences and the true message should reach every nook and corner of the society. He knew it quite well that the causes of the social, ethical and religious ills found in the society were basically due to these astrayed religious scholars, ruling class and the aristocrats of that the times.

If the society was to be rectified then the movement had to be started from them. Hence, it was from there that the struggle for the

* صدرشعبہ تاریخ اسلام، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، حیدرآباد۔
** ایسوسی ایٹ پروفیسر، سندھ یونیورسٹی جامشورو۔

revival of Shariah was to be initiated. This article aims at discussing that struggle and particularly the steps taken by Mujaddid Alaf Sani in his struggle to rectify the Ruling class of his age.
Key words: Mujaddid Alf Sani, Implementation of Shariah, Reforms, Ruling class.

تلخیص

حضرت مجدد الف ثا نی شیخ احمد سرہندی (۱۶۲۴-۱۵۶۴ء) نے عہد اسلا می کے ہندو ستانی معا شرے میں اسلامی فکر کی اشا عت اور شریعت کی تنفیذ کو اپنی زندگی کا مقصد بنا یا اور اسی مقصد کو حا صل کر نے کے لیے اپنی زند گی وقف کر دی۔مجدد الف ثانی نے معا شرے کے تین اہم طبقو ں (علما ء،صو فیا ء و اہل حکو مت)کو اپنا مخا طب بنایا،انھیں احکا م شر یعت کا پا بند بنا نے کی کوشش کی اورخو د ان میں یہ صلا حیت پیدا کی کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں شر یعت کو رواج دیں۔ حقیقت میں مجدد الف ثا نی اپنے عہد کے حا لا ت کا تجز یہ کر نے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے تھے کہ مسلم معاشرے میں جو ضعیف الاعتقا دی پھیل رہی ہے،مسلما نوں کی دینی، سما جی اور اخلا قی زند گی میں جو خرا بیا ں رواج پا رہی ہیں ان کے بنیادی اسبا ب علما ء سوء،صو فیا ء خا م اور باد شاہ وامراء ہیں۔ اگران کی اصلاح ہو گی اور ان کی زندگی کا رخ در ست ہو گیا تو معا شر ے کی اصلاح آسا ن ہو جائے گی۔ حضرت مجدد الف ثانی نے تیسرے طبقے (اہل حکو مت) کی اصلا ح کے لیے جو کا وشیں کیں اور اس کے لیے جو طر یقہ اختیا ر کیا زیرنظر مقا لہ میں ان کا تجز یہ پیش کیا گیا ہے۔
کلیدی الفاظ: مجددالف ثانی،ارباب اقتدار۔تنفیذشریعت

امام ربانی مجددالف ثانی شیخ احمدسرہندیؒ سولھویں صدی عیسوی کی ایک انقلابی شخصیت ہیں۔ آپؒ نے اپنے دور اور اپنے بعد میں آنے والے ادوار پر اپنے تجدیدی کارناموں کی وجہ سے گہرے اثرات مرتب کیے اور تاریخ کا رخ موڑ دیا۔ آپ۹۷۱ھ/۱۵۶۴ء کو بھارت کے صوبہ پنجاب کے شہر ''سرہند'' میں پیداہوئے۔ آپ کا لقب بدرالدین اور کنیت ابوالبرکات

تھی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم کے سفر کا آغاز حفظ قرآن کریم سے کیا اور جلد ہی حفظ قرآن کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے اپنے والد صاحب کے علاوہ دیگر علماء کبار سے بھی اکتساب علم کیااور اس زمانے میں رائج علوم مثلاً منطق وفلسفہ، علم الکلام اور اصول فقہ اس وقت کے جیدعالم مولانا شاہ محمد کیتھلی سے حاصل کیے۔ حدیث کی بعض کتابیں شیخ شہاب الدین احمد بن حجر کے شاگرد یعقوب کشمیری سے پڑھیں۔ آپ سترہ سال کی عمر میں علوم کے جامع بن گئے۔تصوف وسلوک کی راہوں سے بھی آپ کی آشنائی قابل دید تھی۔

مغلیہ دور حکومت میں اکبر بادشاہ کے دور میں دین اسلام کے خلاف جو طوفان اٹھا، اس کا ایک سبب وہ ارکان سلطنت تھے جو معاشرے میں ضعیف الاعتقادی کو فروغ دینے کا سبب بن رہے تھے۔ مجددالف ثانیؒ نے اس طبقے کی اصلاح کے لیے کچھ عملی، لسانی اورقلمی کوشش کیں۔

ارکان سلطنت کی اصلاح

مجددالف ثانیؒ نے ارکان سلطنت میں تنفیذ شریعت اور ان کو راسخ العقیدہ بنانے کے لئے مکتوبات کا سلسلہ شروع کیا۔ شہنشاہ جہانگیر کے دربار کے جتنے ممتاز رکن سنی المذہب تھے آپ نے سب کو حلقہ بگوش کررکھا تھا جن اہم اراکین سلطنت کو دین اسلام کا سچا خادم بنایا ان میں خان اعظم(مرزاکوکہ)، عبدالرحیم خان خاناں (خلف الرشید بیرم خان خانخاناں)، خان جہاں، خواجہ جہاں، میرزادارب اور قلیج خان وغیرہ شامل تھے۔ یہ تمام لوگ بادشاہ جہانگیر کے خاص عمائدین میں سے تھے، بالخصوص عبدالرحیم خان خاناں عہداکبری سے اتنے ترقی یافتہ تھے کہ گویا آدھی سلطنت کے مالک تھے۔ جہانگیر نے اپنی تزک میں ان کی تعریف بہت اچھے الفاظ میں لکھی ہے۔

عبدالرحیم خان خاناں، مجددالف ثانیؒ سے سلسلہ نقشبندیہ میں باقاعدہ بیعت تھے۔ داراب، خان خاناں کا لڑکا تھا جو شاہجہاں کا رفیق خاص رہا، حتی کہ شاہجہاں کی بغاوت کے زمانے میں شاہجہاں کی حمایت کرتا ہوا شاہی فوج کے ہاتھوں مارا گیا۔اسی طرح دوسرے حضرات بھی دولت جہانگیری کے ممتاز رکن تھے جو اکبر کے زمانے سے مقتدر حیثیت

رکھتے تھے۔ ایک فقیر نے ان شوکت وحشمت کی اونچی چوٹیوں پر رہنے والوں کو کس طرح شکار کرلیا ایک حیرت انگیز کارنامہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجدد الف ثانیؒ کی محبت وعظمت کچھ ایسے قلوب میں ڈال دی تھی کہ جن کے ہاتھوں میں حکومت کی چابی تھی اور جن کو دربار سلطنت میں کافی اثرورسوخ حاصل تھا، مجدد الف ثانیؒ نے ایک طرف تو خود ان کی اصلاح کی اور ان کو راسخ العقیدہ بنانے کے لئے اسلامی زندگی کا اصلی نصب العین ان کے سامنے رکھا اور دوسری طرف ان کے ذریعے حکومت کی مشینری کے رخ کو صحیح کیا، یہ ارکان سلطنت ودیگر امراء جن کے ذریعے مجدد الف ثانیؒ اپنا یہ انقلابی پروگرام چلا رہے تھے ان میں سے بعض دارالسلطنت آگرہ ہی میں تھے اوربعض دیگر مختلف صوبوں میں، حضرت مجددؒ ہر ایک کو برابر ہدایت دیتے رہتے تھے۔ مجددالف ثانیؒ سرہند کے ایک گوشے میں بیٹھ کراہل حکومت اور معاشرے میں تنفیذ شریعت کو فروغ دینے کے لئے یہ تمام کاوشیں ان حالات میں کررہے تھے جب رسل ورسائل کے ذرائع بہت محدود تھے، تاربرقی کا یہ جال اورریلوں کا موجودہ نظام پھیلا ہوا نہ تھا۔ آپ کی خاموش انقلابی کوششوں کا اندازہ آپ کے ان مکتوبات سے لگایا جاسکتا ہے جو آپ نے ارکان سلطنت کی اصلاح کے لئے لکھے۔

لالہ بیگ

شیخ احمدسرہندیؒ لالہ بیگ کو اپنے ایک مکتوب میں اہل حکومت میں پھیلی ہوئی بداعتقادی اور کفار کی چیرہ دستیوں کاحال لکھنے کے بعد خدمت دین اور اعلائے حق کی ترغیب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> ''تقریباً ایک صدی سے اسلام پر اس قسم کی غربت چھارہی ہے کہ کافر لوگ مسلمانوں کے شہروں میں صرف کھلم کھلا کفر کے احکام جاری کرنے پر راضی نہیں ہوتے بلکہ چاہتے ہیں کہ اسلامی احکام بالکل مٹ جائیں اور اسلام اور اہل اسلام کا نشان نہ رہے اور اس حد تک نوبت پہنچ چکی ہے کہ اگر کوئی مسلمان شعائر اسلام کو ظاہر کرتا ہے تو قتل کردیا جاتا ہے۔ گائے کا ذبح کرنا ہندوستان میں اسلام کا سب سے بڑا شعائر ہے، کفار جزیہ دینے پرشاید راضی ہوجائیں مگر گائے ذبح کرنے پر ہرگز راضی نہ ہوں گے۔اسلام کے ابتداء ہی میں اگر اسلامی عقائد نے رواج پالیا اور مسلمانوں نے اعتبار پیدا کر لیا تو بہتر ورنہ

نعوذباللہ اگر توقف ہوگیا تو مسلمانوں پر یہ کام بہت مشکل ہوجائے گا۔ الغیاث الغیاث ثم الغیاث ثم الغیاث دیکھئے کون صاحب دولت اس سعادت کو حاصل کرتا ہے اور کون بہادراس دولت کو آگے بڑھ کر لیتا ہے۔ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔''

مفتی صدر جہاں

بادشاہ جہانگیر مفتی صدرجہاں کو بہت مانتا تھا،یہ بچپن میں اس کے نگران تعلیم بھی رہے ہیں۔ یہ وہی بزرگ ہیں جن کو اکبرنے وفات کے وقت خاص طور سے کلمہ شہادت پڑھوانے کے لئے بلوایا تھا، وہ اس بناء پر کہ وہ سید تھے اور اکبر کے زمانے میں مدتوں منصب صدارت افتاء پر فائز رہے تھے۔ بادشاہ جہانگیر نے اپنے عہد میں ان کوبدستور منصب قاضی القضائپر فائز رکھا اور ان کو اختیارات سلطنت بھی سونپ دیئے۔ مجددالف ثانیؒ اپنے ایک مکتوب میں مفتی صدرجہاں کو کچھ دعائیں دینے اور عہداکبری کی دینی بربادی کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

''احکام شرعیہ کے جاری کرنے اور مذہب مصطفویٰ علی صاحبہاالصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں کی ذلت وخواری کی باتیں سن کر ماتم زدہ مسلمانوں کے دل کو خوشی اور روح کو تازگی حاصل ہوگئی، اس بات پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا احسان ہے اور اللہ تعالیٰ مالک وقدیر سے سوال ہے کہ اپنے نبی بشیر ونذیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کےطفیل اس بڑے کام میں زیادتی بخشے۔ یقین ہے کہ اسلام کے مقتدا یعنی سادات عظام اور علمائے کرام خلوت وجلوت میں اس دین مبین کی زیادتی اور اس صراط مستقیم کے درپر رہ گئے، یہ فقیر بے سروسامان اس بارے میں کیا دم مارے۔ اب سنا ہے کہ بادشاہ اسلام اسلامی استعداد کی خوبی حاصل ہونے کی وجہ سے علماء کا خواہاں ہے۔الحمدللہ علی ذالک''

خان جہاں

اکبر کے زمانے میں ارکان سلطنت میں پنج ہزاری منصب رکھتے تھے۔ عہدجہانگیری میں سلطنت کے مقتدر رکن ہوئے اور بادشاہ جہانگیر کے خاص مقربین میں سے تھے۔ بادشاہ جہانگیر ان کی بات کو سنتا اور مانتا تھا۔ مجددالف ثانیؒ کو ان کی اصلاح کی طرف خصوصی توجہ

تھی اور ان کی طرف اپنا ایک طویل مکتوب روانہ کیا جس میں آپ نے خان جہاں کو دین کی تمام مہمات اور ضروری عقائد وارکان اسلام کو بڑی خوش اسلوبی سے جمع کردیا ہے۔ مجدد الف ثانیؒ اس مکتوب میں دین کے متعلق ضروری باتیں لکھنے کے بعد معاشرے میں بڑھتی ہوئی ضعیف الاعتقادی کے سدباب کیلئے تحریر کرتے ہیں کہ وہ دولت جس کے ساتھ حق تعالیٰ نے آپ کو ممتاز کیا ہے اور لوگ اس دولت سے غافل ہیں بلکہ قریب ہے کہ آپ بھی اس کو محسوس نہ کریں وہ یہ ہے کہ بادشاہ وقت سات پشتوں سے مسلمان چلا آرہاہے اور اہل سنت والجماعت میں سے ہے،حنفی مذہب پر ہے۔ اگرچہ چند سال ہوئے ہیں کہ اس زمانہ میں جو قرب قیامت اور عہدنبوتﷺ کے بعد کا زمانہ ہے، بعض طالب علموں نے اپنی طمع کی کم بختی وذلت سے جو کہ باطن کی خبث سے پیدا ہوئی ہے، بادشاہوں کے امراء کے ساتھ تقرب حاصل کیا ہے اور خوشامدی بن گئے ہیں، دین متین میں تشکیکات اور اعتراضات کیے ہیں اور شبہ نکالے ہیں اور سادہ لوح اور بے وقوفوں کو بہکارہے ہیں۔جب ایسا عظیم الشان بادشاہ آپ کی باتوں کو اچھی طرح سن لیتا اور قبول کر تا ہے تو یہ کس قدر بھاری دولت ہے کہ آپ تصریح بااشارے کے طور پر کلمہ حق یعنی کلمہ اسلام کو اہل سنت والجماعت کے معتقدات کے موافق اس کے گوش گذار کریں اور جہاں تک ہوسکے اہل حق کی باتوں کو پیش کریں بلکہ ہمیشہ امیدوار منتظر رہیں کہ کوئی ایسا موقع آجائے جس میں مذہب و ملت کی نسبت گفتگو کی جائے تاکہ اسلام کی حقیقت ظاہر ہو جائے اور کفر وکافری کے بطلان وبرائی کا بیان کیا جائے۔ کفر خود ظاہر البطلان ہے۔ کوئی عقل مند اس کو پسندنہیں کرتا، بے خوف اس کے بطلان کو ظاہر کرنا چاہیے اور بلاتوقف ان کے جھوٹے خداؤں کی نفی کرنی چاہیے۔ معبودبرحق جل شانہ بلاتردوشبہ آسمان وزمین کا پیدا کرنے والا ہے۔کیا کبھی سنا ہے کہ ان کے باطل خداؤں نے ایک مچھر بھی پیدا کیا ہو؟اگرچہ وہ سب اکٹھے ہوجائیں۔اگر مچھر ان کو ڈنگ مار کر تکلیف پہچائے وہ اپنے آپ کو بچانہیں سکتے توپھر وہ دوسروں کو کیسے بچا سکتے ہیں؟ کافر گویا اس امر کی برائی کو ملاحظہ کرکے کہتے ہیں کہ یہ معبودحق سے ہماری سفارش کرنے والے ہوں گے اور ہم خدا کے نزدیک کردیئے جائیں گے۔ یہ لوگ بے عقل

ہیں انہوں نے کیسے جان لیا کہ یہ جمادات ہی شفاعت کرنے والوں کی جماعت ہوگی اور حق تعالیٰ اپنے شریکوں کی شفاعت کو جودرحقیقت اس کے دشمن ہیں اپنے دشمنوں کی عبادت کرنے والوں کے حق میں قبول کرے گا؟ان کی مثال بعینہ ایسی ہے کہ جیسے باغی لوگ بادشاہ پر حملہ کریں اور چند بے وقوف اس خیال فاسد سے ان باغیوں کی مدد کریں کہ تنگ وقت میں یہ باغی بادشاہ کے نزدیک ہماری سفارش کریں گے اور باغیوں کے ذریعے ہم بادشاہ کا قرب حاصل کرلیں گے۔یہ عجیب بے وقوف لوگ ہیں کہ باغیوں کی خدمت کریں اور باغیوں کی شفاعت سے بادشاہ سے معافی مانگیں اور اس کا قرب حاصل کریں۔یہ لوگ سلطان برحق کی خدمت کیوں نہیں کرتے اور باغیوں کو شکست کیوں نہیں دیتے تاکہ اہل قرب اور اہل حق میں سے ہوں؟

مجددالف ثانیؒ اس مکتوب کے آخر میں خاں جہاں کوتحریر کرتے ہیں۔

''اب ہم اصل بات کوبیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ کومعلوم ہے کہ بادشاہ روح کی مانند ہے اور تمام انسان جسم کی طرح، اگر روح درست ہے تو بدن بھی درست ہے۔ اگر روح بگڑ جائے تو بدن بھی بگڑ جاتا ہے۔بس بادشاہ کی اصلاح میں کوشش کرنا گویا تمام بنی آدم کی اصلاح میں کوشش کرنا ہے اور بادشاہ کی اصلاح میں سے ہے کہ بلحاظ وقت جس طرح ہوسکے کلمہ اسلام کا اظہار کیا جائے، کلمہ اسلام کے بعد اہل سنت والجماعت کے معتقدات بھی کبھی کبھی بادشاہ کے کانوں میں پہنچا دینا چاہیے اور مذہب مخالف کی تردید کرنی چاہیے۔ اگر یہ دولت میسر ہوجائے تو گویا انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وراثت عظمیٰ پاؤ گے۔ آپ کو یہ دولت مفت ہے کہ اس کی قدرجانی چاہیے،زیادہ کیا مبالغہ کیا جائے اگرچہ یہاں جس قدرزیادہ مبالغہ کیا جائے اتنا ہی اچھا ہے۔واللہ سبحانہ الموفق۔''

مجددالف ثانیؒ ارباب اقتدار میں شریعت کی ترویج اور راسخ الاعتقادی کو فروغ دینے کے لیے خان جہاں کواپنے ایک مکتوب میں تحریرکرتے ہیں۔

''یہ ہی خدمت جو آپ اب کررہے ہیں اگراس کو شریعت کی بجاآوری کے ساتھ جمع کرلیں تو گویا انبیاء علیہم السلام کا سا کام کریں گے جس سے دین منور ومعمور ہوجائے گا۔ ہم فقیر اگر سالوں تک اس عمل میں جان سے کوشش کریں تو بھی آپ جیسے بہادر کی گرد تک نہیں پہنچ سکتے۔''

سیدفرید بخاریؒ

مجددالف ثانیؒ کے تحریری ودعوتی خطوط کی ایک بڑی تعداد نواب سید فرید بخاریؒ کے نام ہے جو ارکان سلطنت اور صوبیداران مملکت میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ اکبر کے عہدسلطنت کے مقرب ومعتمد علیہ تھے، حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے عقیدت وتعلق رکھتے تھے،ا ن کی سیادت اور دینی حمیت سے حضرت مجددؒ نے فائدہ اٹھا کر ان کو اپنا فرض ودینی وخاندانی ادا کرنے پر آمادہ کیا اور وہ یہ کہ بادشاہ جہانگیر کو نیک مشورہ دے کر ارباب اقتدار میں احیاء دین اور شعائراسلام کے فروغ کے لئے اپنی کاوشوں کو تیز کردے۔

مکتوب گرامی مجدد صاحبؒ بنام نواب سیدفرید بخاریؒ

''سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ شریعت کو رواج دینے اور اس کے حکموں میں سے کسی حکم کے زندہ کرنے میں کوشش کی جائے، خاص کر ایسے زمانے میں جب کہ اسلام کے شعائر(نشانات) بالکل مٹ گئے ہوں کروڑہاروپیہ اللہ کے راستے میں خرچ کرنا شرعی مسائل میں سے ایک مسئلے کو رواج دینے کے برابرنہیں ہے، کیونکہ اس فعل میں انبیاء کرام علیہم السلام کی اقتداء ہے جو کہ بزرگ ترین مخلوقات ہیں اور اس فعل میں ان بزرگوں کے ساتھ شریک ہونا ہے اور یہ ثابت کرنا ہے کہ سب سے بڑھ کر نیکیاں ان ہی حضرات کو عطا ہوئی ہیں اور کروڑ روپیہ خرچ کرنا ان بزرگوں کے سوا اور کو بھی میسر ہے اورنیز شریعت کے بجالانے میں نفس کی کامل مخالفت ہے کیونکہ شریعت نفس کے برخلاف وارد ہوئی ہے اور احوال کے خرچ کرنے میں تو کبھی نفس ہی موافقت کرلیتا ہے ہاں ان احوال کے خرچ کرنے میں جو شریعت کی تائید اور مذہب کی ترویج کے لئے ہوں بہت بلند درجہ ہے اور اس کا خرچ کرنا کسی دوسری نیت سے کئی لاکھ خرچ کرنے کے برابر ہے۔''

مجددالف ثانیؒ سیدفرید کوتحریر کرتے ہیں۔

''اس وقت غریب اہل اسلام جو اس گرداب میں گرفتار ہیں، نجات کی امید اہل بیت کے سفینہ سے لگائے ہوئے ہیں، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادمبارک ہے۔

''**مثل اهل بیت کمثل سفینة نوح من رکبها نجاومن تخلف عنهاهلک**''

ترجمہ:میرے اہل بیت کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے جو اس پر سوار ہوگیا وہ بچ گیا اور جو اس سے پیچھے رہا وہ ہلاک ہوگیا۔''

ہمت عالی کو اس مقصد عالی پر مرکوز کردیں کہ یہ سعادت عظمیٰ ہاتھ آئے، اللہ کی عنایت سے ہر طرح کا جاہ وجلال اور عظمت وشوکت آپ کومیسر ہے۔ اس شرف ذاتی(سیادت خاندانی) کے ساتھ اگر یہ سعادت بھی شامل ہوجائے تو سب سعادت مندوں سے بازی لے جائیں گے۔یہ حقیر اسی طرح کی باتوں کے عرض معروض کے لئے جن کا مقصد تائید وترویج شریعت ہے آپ کی خدمت میں آنے کاارادہ رکھتا ہے۔''

خان اعظم

سیدفرید کے بعد مجددالف ثانیؒ کی نظر انتخاب سلطنت مغلیہ کے دوسرے اہم فرد خان اعظم پر پڑی جو شاہی خاندان سے قرابت قریبہ رکھتے تھے۔ امرائے اکبری میں ارکان سلطنت کے اہم رکن تھے، عہدجہانگیر میں بھی ان کا شمار اہم بادشاہ کے معتمد افراد میں ہوتا تھا۔ بادشاہ ان کی بات بہت مانتا تھا۔ مجددالف ثانیؒ ان کو اپنے ایک مکتوب میں حکومت وقت کی اسلام کے ساتھ بے مہری کا ذکرکرنے کے بعد تحریر کرتے ہیں کہ ہم آپ کے وجود مبارک کوغنیمت شمار کرتے ہیں اور اس معرکہ ضعیف اور شکست خوردہ میں آپ کے سوا کسی کو بہادر اور لڑاکا نہیں جانتے۔ حق تعالیٰ اپنے نبی اور ان کی آل علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے طفیل آپ کا مددگاراورناصر ہو۔ (پھرچندسطور کے بعد تحریر کرتے ہیں) التماس یہ ہی ہے کہ جب حق سبحانہ وتعالیٰ نے ان بزرگ خاندان (نقشبندیہ) کے بزرگوں کی محبت کی برکت سے آپ کی بات میں تاثیر بخشی ہے اور آپ کی مسلمانی کی عظمت ہمسروں کی نظر میں ظاہر ہوچکی ہے تو کوشش فرمائیں۔ کم از کم اہل کفر کے وہ احکام جو اہل اسلام میں شائع ہیں منہدم اور معدوم ہوجائیں اور اہل اسلام منکرات (خلاف شرع امور) سے محفوظ رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمارے اور تمام مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا کرے۔ پہلی سلطنت میں دین مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دشمنی معلوم ہوتی تھی اور اس سلطنت میں ظاہری طور پر وہ عنادنہیں ہے اگر ہے تو بےعلمی کے باعث ہے۔ ڈر یہ ہے کہ ایسا نہ ہو یہاں بھی عنادودشمنی تک نوبت پہنچ جائے اور مسلمانوں پر معاملہ اس سے بھی تنگ ہو جائے۔

اس قسم کے بے شمار خطوط جو مجددالف ثانیؒ نے ارکان سلطنت کو وقتاً فوقتاً لکھے ہیں، جن کا مقصد نہ صرف بادشاہ وقت تک کلمہ حق پہنچانے اور اس کو اسلامی تعلیمات کی حقیقی روح سے روشناس کرانا تھا بلکہ دربار میں موجود دیگر اراکین سلطنت کو بھی گمراہ کن عقائد سے نکال کر راسخ الاعتقاد بنانا تھا۔ مجددالف ثانیؒ نے اصلاح سلطنت کو اپنے مقاصد زندگی میں شامل کرلیا اور جس طرح کوئی شخص اپنے کام کے لئے منت، سماجت، خوشامد کرتا ہے بالکل اسی طرح مجدد الف ثانیؒ یہ تمام باتیں درباری امراء،حکام سے کررہے تھے۔ ان میں بعض امراء وہ ہیں جن کے نام مکتوبات میں وہ خطوط بھی ہیں جو تلقین وارشاد، تزکیہ اور اصلاح ودیگر علمی مباحث سے متعلق ہیں۔ ان تمام چیزوں سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ یہ ارکان سلطنت میں سے بعض لوگ، مجددالف ثانیؒ کے حلقہ عقیدت میں شامل ہوچکے تھے۔ مجدد الف ثانیؒ کے ان تمام مکاتیب میں استغناء اور بے نیازی کی وہی شان ہے جو ایک شیخ اور مرشد کے مکتوبات میں ہوتی ہے۔ ان مکاتیب میں ان ہی امراء کے اعمال پر محاسبہ بھی ہے، تنبیہات بھی ہیں اور عقائد باطلہ کی تردید بھی قوت اور جامع انداز سے کی گئی ہے۔ یہ امراء جن میں وزرائے دولت، گورنر،جرنیل، افسران فوج، حکام اور عہدہ داران شامل تھے، جن کی دربار تک رسائی تھی اور وہ مجددالف ثانیؒ کے حلقہ بگوش بھی ہوگئے تھے۔مکتوبات میں ان تمام لوگوں کے نام مکاتیب ہیں جن میں اصلاح نفس، پابندی شریعت، تصحیحِ عقائد، روحانی مقاصدا ور دیگر امور کے متعلق گرا ں قدر تعلیمات اور ارشادات شامل ہیں جن کی خوبیاں مطالعہ پر موقوف ہیں۔ اس سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ دولت اکبری وجہانگیری کے تمام سنی ارکان مجددالف ثانیؒ کے مقاصد کی تکمیل میں ساتھ ساتھ تھے۔ آپؒ وقتاً فوقتاً ان حضرات کو ترغیب دیتے رہتے۔ تقریباً دوسوافراد کے نام آپ کے پانچ سوچھتیس مکتوبات ہیں جو تین جلدوں پر مشتمل ہیں۔

بادشاہ کی اصلاح

ابھی تک جو کچھ تفصیلات بیان کی گئی اس کا تعلق مجددالف ثانیؒ کی بالواسطہ کوششوں سے تھا جو مجددالف ثانیؒ نے امرائے کبار اور ارکان سلطنت کو دین کی نصرت وحمایت،

معاشرے میں راسخ الاعتقادی کا فروغ اور معاشرے میں اسلامی تعلیمات کے اجراء کے لئے پے درپے خطوط لکھے اور ان ارکان سلطنت نے اس مقصد کی تکمیل کے لئے کس طرح کام کیا، یہ سعی یقیناً رائیگاں نہیں گئی اور ان مکتوب الیہم نے اور خاص طور پر نواب سیدفرید نے حکومت کا رخ بدلنے کیلئے بنیادی و مرکزی کردار ادا کیا۔ لیکن ابھی فرمان روائے سلطنت جہانگیر کے مزاج وطبیعت میں وہ تبدیلی پیدا نہیں ہوئی تھی جس کی اس عظیم الشان اور دشوار کام کے لئے ضرورت تھی۔ بادشاہی وموروثی سلطنت میں بادشاہ کی ذات وہ مرکزی نقطہ ہوتی ہے جس کے گرد حکومت کا تمام نظام گردش کرتا ہے، اس کا کسی چیز کے لئے ارادہ کرلینا اور اس کے ذہن کا کسی امر کو قبول کرلینا خدا کے کسی مخلص اور بے لوث بندے سے اس کے دل میں عقیدت وحمیت کا پیدا ہوجانا اور اس کے اخلاص پر اعتماد کرلینا، ہزاروں میل کے فاصلے کو گھنٹوں اور منٹوں میں طے کرادیتا ہے اور بعض اوقات تو بظاہر ناممکن العمل چیز کو نہ صرف ممکن بلکہ واقعہ بنا دیتا ہے۔ ابھی تک بادشاہ جہانگیر مجددالف ثانیؒ کے روحانی وعلمی مقام سے ناآشنا نہ تھااس وجہ سے کہ مجددالف ثانیؒ ان اہل علم واہل مشائخ میں نہیں ہیں جو دربار میں آتے جاتے تھے، اب اس کی کیا صورت تھی کہ جہانگیر کو براہ راست ان سے واسطہ پڑے اور وہ بادشاہ مجددالف ثانیؒ کے علومقام ومرتبہ سے واقف ہو، حکمت الٰہی نے اس کا بھی عجیب وغریب طریقے سے انتظام کیا۔ارشادباری تعالیٰ ہے۔

''عسی ان تکرھوا شیئاوھو خیرلکم''

ترجمہ: قریب ہے کہ وہ شے تمہارے لئے خیر کا باعث ہو جسے تم ناپسند کرتے ہو۔

مجددالف ثانیؒ کی گرفتاری اور ان کے نتائج

صحیح العقیدہ اراکین سلطنت کے علاوہ دربار میں بعض امراء بے دین ہونے کے سبب مجددالف ثانیؒ کے مخالف ہی رہے۔ ان کی وجہ سے آپ کو ابتداء میں بعض دشواریاں بھی اٹھانی پڑیں، بعض اہل علم جو آپ کو اور آپ کے نصب العین کو سمجھ نہ سکے انہوں نے مجددالف ثانیؒ کو نشانہ تنقید بنایا لیکن آپ نے کسی کی پروا نہیں کی اور شریعت کے فروغ کے لئے اپنی کاوشوں کو جاری رکھا۔

بعض چالاک وعیار درباریوں نے بادشاہ جہانگیر کو ورغلایا کہ شیخ احمد نے ہزاروں جانثار مرید اپنے گرد جمع کرلئے ہیں۔ خطرہ ہے کہ ملک میں کوئی فتنہ کھڑا کردے،وہ ایک مغرور شخص ہے، خرابی نیت کی تصدیق اس سے ہوسکتی ہے کہ سجدہ تحیت جو بادشاہ جہاں پناہ کے لئے جائز مانا جاتا ہے۔ شیخ احمد اس کا منکر ہے، وہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر بھی سرنہیں جھکائے گا۔ بادشاہ کے لئے سیاسی خطرہ زیادہ تشویشناک تھا۔ مجددالف ثانیؒ کو طلب کیا گیا، مجددالف ثانیؒ جب دربار پہنچے تو درباری ادب آموزوں نے شاہانہ آداب بجالانے کی ہدایت کی۔ جب تخت بوسی یا سجدہ فرمائش کی گئی تو مجددالف ثانیؒ نے سختی سے انکار فرمایا۔ آپ کو جہانگیر نے گوالیار کے قلعہ میں قید کردیا۔ مجدد الف ثانیؒ نے گوالیار کے قلعے میں تمام غیرمسلموں کو تبلیغ کی اور ان کو مشرف بہ اسلام کیا اور سینکڑوں کو بیت ارادت سے سرفراز فرما کر درجات ولایت پر پہنچایا۔ انسائیکلوپیڈیاآف ریلیجن اینڈ ایتھکس (Ethics Encyclopedia of Religion &) کی جلد ۸ اور صفحہ نمبر۷۴۸ پر مجد د الف ثانیؒ کی شریعت کے فروغ کے لئے دینی خدمات اورقید سے متعلق اس طرح لکھا ہے۔

''ہندوستان میں سترہویں صدی میں ایک عالم جن کا نام شیخ احمدمجددتھا، ناحق قید کردیئے گئے تھے۔ ان کے متعلق روایت ہے کہ انہوں نے قیدخانہ کے ساتھیوں میں سے کئی سوبت پرستوں کو مسلمان بنایا۔''

مجدد صاحبؒ کو قلعہ گوالیار میں قید کردیا گیا، مگر بظاہر خط وکتابت اور ملاقات پر پابندی نہیں تھی جو بیسویں صدی عیسوی کے مہذب قیدخانوں میں ہوتی ہے۔پرچہ نویس جو ہرچیز کو بادشاہ جہانگیر تک پہنچا دیا کرتے تھے، انہوں نے مجددالف ثانیؒ کے حالات، آپ کے خیالات، عزائم اور ارادوں کو بھی بادشاہ وقت تک پہنچادیا۔ مزیدبراں مجددالف ثانیؒ نے قلعہ گوالیار کے خطرناک مجرموں کو مشرف بہ اسلام کیا اور ان کو صداقت وہدایت کے رنگ میں رنگ دیا۔ان تمام چیزوں نے بادشاہ جہانگیر کے دل پر بہت گہرا اثر ڈالا اور وہ مجددالف ثانیؒ کی بزرگی اورعظمت کا دل سے معترف ہوگیا۔ ان حالات کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ بادشاہ جہانگیر اپنے فعل پر نادم ہوا اور شیخ مجددالف ثانیؒ کو اپنے پاس طلب کرکے بہت

زیادہ اکرام واحترام کیا اور بہت کچھ معذرت کی۔ وہ شیخ سے اس قدر محبت کرنے لگا کہ کسی وقت حضرت شیخ کی جدائی گوارہ نہیں کرتا تھا اور شہزادہ خرم کو شیخ مجددالف ثانیؒ کے حلقہ مریداں میں داخل کیا۔ چنانچہ شاہجہاں وعالمگیر کے زمانے تک بادشاہ اور جملہ علماء ووزراء سلسلہ مجددیہ کے حلقہ بگوش ہوتے رہے۔

بادشاہ جہانگیر نے مجددالف ثانیؒ کو اپنے ساتھ شاہی لشکر میں رکھا۔ یہ ہی وہ موقع تھا جب مجددصاحبؒ نے خصوصی توجہات سے جہانگیر کو نوازا اور اس کی اصلاح کی۔ مجدد الف ثانیؒ رمضان شریف میں بادشاہ جہانگیر کے ساتھ خاص مجلس کرتے جس کی کچھ تفصیل اپنے صاحبزادگان کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ یہاں کے حالات مستحق حمد ہیں، عجیب وغریب صحبتیں گزرتی ہیں اور الحمدللہ ان صحبتوں میں اموردینیہ اور اصول اسلامیہ کے متعلق جو گفتگو بادشاہ سے ہوتی رہتی ہے۔ اس میں مال برابر مداہنت ومساہلت، چشم پوشی اور چرب زبانی کو دخل نہیں ہوتا۔ وہی باتیں، انہی الفاظ اور عبارتوں سے جو خلوتوں اور خصوصی مجالس میں بیان کی جاتی تھیں۔ ان معرکوں میں بھی حق تعالیٰ کی توفیق سے وہی باتیں ہورہی ہیں۔ اگر ایک مجلس کا حال بھی لکھوں تو ایک دفتر درکار ہے۔خصوصاً آج ۱۷رمضان المبارک کی شب میں خصوصیت سے انبیاء علیہم السلام کی بعثت اور یہ کہ جملہ مسائل حل کرنے کے لئے عقل کافی نہیں ہے۔ آخرت کے عذاب وثواب پر ایمان لانے، حق تعالیٰ کے دیدار اور خاتم الرسل ﷺ پر ختم نبوت اور ہر صدی کے مجدد اور خلفائے راشدین کی پیروی، تراویح کے مسنون ہونے، تناسخ کے باطل ہونے، جن اور جنیوں اور ان کے عذاب وثواب کے متعلق بہت زیادہ بیان کیا گیا اور خوب اچھی طرح سنا گیا۔ اقطاب، ابدال، اوران کی خصوصیات وغیرہ کا ذکر بھی اس ضمن میں آیا۔ الحمدللہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ تما م تذاکیر برمحل ہورہاہے۔ اس کے بعد مجدد الف ثانیؒ نے اپنے صاحبزادوں کو بھی اپنے پاس بلوا لیا۔ اب یہ پورا گھرانہ پورے لشکر کی تبلیغ وتلقین میں مشغول ہوگیا۔ چنانچہ مکتوب نمبر۲۷ میں خواجہ حسام الدین کوتحریر کرتے ہیں۔

''الحمدللہ کہ آپ صحت وعافیت سے ہیں اور دورافتادہ دوستوں کے حالات کی تحقیق وتفتیش

سے غافل نہیں ہیں۔ یہاں کے فقراء کے حالات مستحق حمد ہیں کہ ہمیں بلا میں عافیت ہے اور پراگندگی خاطر کے موقع پر اطمینان اور دلِ جمعی حاصل ہے جو فرزند اور دوست کی ہمراہی میں ان کے اوقات بھی یاد خدا میں دل جمعی کے ساتھ گذرتے ہیں اور ان کے حالات روبہ ترقی ہیں۔لشکر کی زیادتی ان کے حق میں ایک خانقاہ بن گئی ہے کہ سپاہیوں کی رنگ برنگی کے اندر ہی سکون اور وقار ان کا حصہ ہے۔ یہ لوگ صرف ایک مقصود کے گرفتار اور پابند ہیں، نہ کسی کو ان سے کام اور نہ ان پر کسی کا احسان، اس کے باوجود اعتماد اور اعتبار منسوب ہے۔ جس قید کی دولت میں گرفتار ہیں، عجیب گرفتاری ہے کہ اس کے مقابلے پر ہرایک جو کے عوض میں بھی رہائی نہیں خرید سکتے اور عجیب قید ہے کہ اس کے مقابلہ میں رہائی کی قیمت ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں۔'' اس کے کچھ عرصہ بعد حضرت مجددالف ثانیؒ اپنے وطن سرہندتشریف لے گئے۔

کامیابیاں

مجددالف ثانیؒ کی کاوشوں کا ہی اثر تھا کہ جہانگیر خصوصی مجالس میں آپ سے وعظ ونصیحت سنا کرتا تھا، اس کے بعد اگرچہ کسی خاص مصلحت کی وجہ سے یا بادشاہ جہانگیر کی عقیدت مندی کے باعث مجددالف ثانیؒ لشکرشاہی میں زیرِ حراست رہے مگر اس حراست اور لشکر میں موجودگی کا نتیجہ یہ ہوا کہ لشکر میں ترویج شریعت کی ایک روح پیدا ہوگئی۔ خود جہانگیر اتنا متاثر اور عقیدت مند ہوا کہ سرہند شریف مجددالف ثانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور خانقاہ میں قیام کیا۔بادشاہ جہانگیر اپنی تزک جہانگیری میں لکھتا ہے۔

''باغ سرہند مسرت افزائے خاطر گشت، دوروز قیام نمودہ ازمیر تماشاء آں محظوظ گشتم''

ترجمہ: باغ سرہندمسرت افزاء خاطر ہوا، دوروزقیام کرکے سیروتماشا سے محظوظ ہوا۔

جہانگیر نے مجددالف ثانیؒ کے پاس سرہندشریف میں دوروز قیام کے متعلق اور کچھ نہیں لکھا مگر حالات مشائخ نقشبندیہ میں تحریر ہے۔

> ''جہانگیر کے اقبال نے یہاں تک ترقی کی کہ سرہند میں حضرت امام ربانی کا مہمان بنے اور آپ کے باورچی خانے کا کھانا کھانے کا شرف حاصل کیا'' مزید لکھتے ہیں۔''جہانگیر

> آخر عمر میں کہا کرتا تھا، میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا کہ جس سے نجات کی امید ہو، البتہ میرے پاس ایک دستاویز ہے اس کو اللہ کے سامنے پیش کروں گا۔ وہ دستاویز یہ ہے کہ مجھ سے ایک روز شیخ احمد سرہندی نے فرمایا تھا کہ ''اگر اللہ ہمیں جنت میں لے جائے گا تو تیرے بغیر نہیں جائیں گے۔''

مجدد الف ثانیؒ کی کاوشوں اور صحبت بابرکت سے بادشاہ جہانگیر صحیح معنوں میں خادم اسلام بنا تو اس نے شیخ فرید بخاری جو مجدد الف ثانیؒ کے مرید خاص تھے، ان کو حکم صادر کیا کہ دربار کے چار دیندار عالم مہیا کیے جائیں جو مسائل شرعیہ بتایا کریں تا کہ کوئی کام خلاف شرع نہ ہوسکے۔ بہرحال مجدد الف ثانیؒ نے ایسی فضا پیدا کردی تھی کہ شاہجہاں اور عالمگیر اپنی کامل دینداری کے ساتھ ایک صدی تک حکومت کرتے رہے اور یہ ہی فضا باقی رہتی اگر عالمگیر کے جانشین فکر وہمت سے محروم نہ ہوتے۔ مجدد الف ثانیؒ نے ریاستی نظم کو تبدیلی کے لیے سیاسی، انقلابی یا فوجی تبدیلی کے بجائے دعوتی، روحانی اور فکری انقلاب کا جو طریق کار اختیار کیا۔ اس وجہ سے کہ مجدد معاشرے میں جو تبدیلی لاتا ہے وہ جہاں فکری، شعوری اور نظریاتی ہوتی ہے، وہاں اس سے بھی زیادہ اس تبدیلی کا ہدف وجدان اور نفس کی اندرونی دنیا ہوتی ہے۔ جب شعور کے ساتھ اندر کی دنیا بدل جاتی ہے اور اپنے نفسی اغراض ومقاصد فنا ہوجاتے ہیں اور اللہ کی رضا مقصود ہوجاتی ہے تو پھر معاشرے اور ریاست کی زیریں سطح اور بالائی گہری سطح پر اس طرح کی تبدیلی آنے لگتی ہے کہ بظاہر عام افراد کے لیے اس کا اندازہ لگانا ہی مشکل ہے۔ مجدد الف ثانیؒ نے دراصل اپنی غیر معمولی یقین کی قوت کی بدولت دلوں میں یقین کی شمع جلائی، اپنی غیر معمولی روحانی قوت سے کام لے کر معاشرے کے مؤثر افراد کے قلوب وانفاس کی اصلاح کا فریضہ سرانجام دیا اور بندوں کا اللہ سے اخلاص اور نسبت مع اللہ کا ایسا تعلق پیدا کیا کہ اللہ کی رضامندی اور اس کے احکام وقوانین کے اجراء ونفاذ کے لیے کام کرنا نیکی کا عظیم ترین کام تصور کیا گیا۔

موجودہ حالات میں بھی مجدد الف ثانیؒ کا یہی طریق ہمارے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ سیاسی جدوجہد یا اقتدار کی تبدیلی جیسی کاوشوں سے اسلام کی سربلندی کی امید رکھنا صحیح نہیں۔ ضرورت ہے کہ ایسے مخلص داعیوں اور اسلامی رضاکاروں کی تربیت یافتہ

جماعتیں پیدا ہوں، جوجدیددور کے حالات ومسائل، چیلنج کے شعور کے ساتھ یقین کی قوت، اخلاص کی دولت اور نسبت مع اللہ

کے گوہر سے بہرہ ور ہوں۔ اس طرح کے افراد کی جدوجہد اور ان کا خون جگر اور ان کی آہنگ، ایوان ِاقتدار، فوجی صفوں اور انتظامیہ کے شعبوں میں اس طرح محسوس کی جائے گی کہ مؤثر افراد از خود تبدیلی کے لیے فضا ہموار کرنا شروع کردیں گے اور سیاسی جدوجہد میں کلی توانائیاں صرف کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوگی۔تعلیم وتربیت کے اسلامی اداروں کے ذریعہ سیاست، فوج اورانتظامیہ میں شامل دردمند افراد جو کام باحسن طریق سر انجام دے سکتے ہیں۔ وسائل، طاقت اور عوام کی حمایت سے محروم دینی جماعتوں کے لیے بہتر لائحہ عمل یہی ہے کہ وہ معاشرے میں بنیادی تبدیلی کے لیے اپنی جملہ توانائیاں صرف کردیں کیونکہ مجددالف ثانیؒ اور بزرگان دین کی دعوت حکمت عملی یہی رہی ہے۔

حوالہ جات

۱ کشمی، محمد ہاشم،(س ن) زبدۃ المقامات،(مترجم:ڈاکٹرغلام مصطفیٰ خان) مطبوعہ سیالکوٹ،ص.۱۹۔

۲ مکتوبات امام ربانی، جلداول، مکتوب ثانی۔

۳ ندوی،سیدابوالحسن، (۱۳۸۴ھ)''تاریخ دعوت وعزیمت'' مجلس نشریات اسلام، ناظم آبادنمبر۱، کراچی، جلدچہارم، ص۱۳۸۔

۴ مولاناکمال الدین بن محمدموسیٰ کشمیر سے ۹۷۱ھ میں سیالکوٹ تشریف لائے اور تقریباً پچاس سال تدریس میں مشغول رہے اور ۱۰۱۷ھ میں لاہور میں وفات پائی۔(بحوالہ نزہۃ الخواطر،جلد۵،ص۳۱۶)

۵ مولانایعقوب کشمیری۹۰۸ھ میں پیداہوئے، ساری زندگی تعلیم میں گزاری،۲۱ ذی الحجہ ۱۰۰۲ھ میں وفات پائی۔(بحوالہ نزہۃ الخواطر،جلد۵،ص.۴۳۰)

۶ ندوی، سیدابوالحسن، (۱۳۸۴ھ) تاریخ دعوت وعزیمت، مجلس نشریات اسلام، ناظم آباد نمبر۱،کراچی، جلدچہارم، ص۱۳۸۔

۷ احمد، محمد وکیل۔(۱۹۹۷ء)، مجدد اسلام،کراچی: محل پرنٹنگ پریس، ناظم آباد۔ص۵۵

۸ جہانگیر،نورالدین۔ (۲۰۰۴ء)، تزکِ جہانگیری،(مترجم مولوی احمدعلی صاحب رامپوری) لاہور: سنگ

میل پبلی کیشنز

۹ شاہ، زوار حسین، سید۔(۲۰۱۲ء)، حضرت مجدد الف ثانیؒ،کراچی: زوار اکیڈمی۔ ص ۲۴۔
۱۰ محمد میاں، سید۔(۱۹۷۷ء)، علماء ہند کا شاندار ماضی،کراچی:مکتبہ رشیدیہ، اردو بازار۔ص۴۲۔
۱۱ شاہ، زوار حسین، سید۔(۲۰۱۲ء)، حضرت مجدد الف ثانیؒ،کراچی:زوار اکیڈمی۔ ص۲۴۲۔
۱۲ ایضاً۔
۱۳ لالہ بیگ،جہانگیر بادشاہ کے متعمد تھے۔ بادشاہ نے صوبہ بہار کا نظم ونسق ان ہی کے سپرد کر دیا تھا گو یا یہ بہار کے گورنر تھے۔(تزک جہانگیری)
۱۴ مکتوبات امام ربانی، جلد اوّل، مکتوب نمبر ۸۱۔
۱۵ محمدمیاں۔(۱۹۹۱ء)، علماء ہند کا شاندار ماضی، کراچی: مکتبہ رشیدیہ،ص۲۱۹۔
۱۶ شاہ، زوار حسین، سید۔(۲۰۱۲ء)، حضرت مجدد الف ثانیؒ،کراچی: زوار اکیڈمی۔ ص۳۴۲۔
۱۷ مکتوبات امام ربانی، جلد اوّل، مکتوب نمبر ۱۹۴۔
۱۸ شاہ، زوار حسین، سید۔(۲۰۱۲ء)، حضرت مجدد الف ثانیؒ،کراچی:زوار اکیڈمی۔ ص۲۲۴۔
۱۹ مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، مکتوب نمبر ۶۷۔
۲۰ مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، مکتوب نمبر۵۴۔
۲۱ مکتوبات امام ربانی، جلد اوّل، مکتوب نمبر۴۸۔
۲۲ حسین،ابو محمد،(س،ن)،باب منا قب اھل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم،مشکوٰۃ المصا بیح،کرا چی، قد یمی کتب خا نہ۔حد یث رقم ۴۹
۲۳ مکتوبات امام ربانی، جلد اوّل، مکتوب نمبر۵۱۔
۲۴ خان اعظم کا نام عزیز الدین تھا۔ اکبر کے رضاعی بھائی ہونے کی وجہ سے کوکا کا خطاب ملا تھا۔ آپ نے پہلے غزنی پھر دہلی میں اقامت کی۔۹۸۰ھ میں گجرات کے صوبیدار تھے ان کو محمد حسین مرزا کے محاصرہ سے چھڑانے کے لیے اکبر نے آگرہ سے احمد آباد ایک ہزر چار سو میل کا سفر نو دن میں کیا۔ آپ گجرات کے بعد بنگال و بہار کے صوبیدار ہونے اور پھر آپ کوخان اعظم کا خطاب ملا۔
۲۵ شاہ، زوار حسین، سید۔(۲۰۱۲ء)، حضرت مجدد الف ثانیؒ،کراچی: زوار اکیڈمی، ص۴۳۱۔
۲۶ مکتوبات امام ربانی، جلد اوّل، مکتوب نمبر۶۵۔
۲۷ شاہ، زوار حسین، سید۔(۲۰۱۲ء)، حضرت مجدد الف ثانیؒ،کراچی: زوار اکیڈمی۔ ص۴۳۳۔
۲۸ سرہندی،شیخ احمد، فاروقی۔(۲۰۱۱ء) تذکرہ مجدد الف ثانی،کراچی: دارالاشاعت۔ ص۷۔
۲۹ قرآن کریم، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر ۲۱۶

۳۰ احمد، محمد وکیل۔(۱۹۹۷ء)، مجدد اسلام،کراچی: محل پرنٹنگ پریس، ناظم آباد۔ص۔۶۔

۳۱ ایضاً

۳۲ سرہندی،شیخ احمد، فاروقی۔(۲۰۱۱ء)، تذکرہ مجدد الف ثانی،کراچی: دارالاشاعت۔ص ۴۷۔

33- Encyclopaedia of Religion and Ethies Vol.8, p 748

۳۴ لاہور، غلام سرور، مفتی۔(۱۳۳۲ھ)، خزینۃ الاصفیاء، کانپور:مطبوعہ نامی نول کشور۔ جلد۱، ص۶۱۳۔

۳۵ مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، مکتوب نمبر ۴۳

۳۶ مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، مکتوب نمبر۲۷

۳۷ جہانگیر،نورالدین۔ (۲۰۰۴ء)، تزکِ جہانگیری،(مترجم مولوی احمدعلی صاحب رامپوری) لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز

۳۸ ص ۳۴۴

۳۹ توکلی،نوربخش، مشائخ نقشبندیہ،لاہور،اسلم پرنٹرز، ص ۲۳۵

۴۰ سرہندی، شیخ احمد، فاروقی،(۲۰۱۱ء)،تذکرہ مجدد الف ثانی، کراچی: دارلاشاعت، ص ۷۵